JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Khawar Nawazish
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 300 9561745

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
khawarnawazish@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.01

TITLE OF THE PAPER

حسن رضا گردیزی: شخص وشاعر

AUTHOR(S)

* **Dr. Imtiaz Hussain Baloch**
Chairman, Department of Urdu
Institute of Southern Punjab (ISP), Multan

** **Nazia Ansari**
Lecturer, Department of Urdu
Institute of Southern Punjab (ISP), Multan

*** **Nida Saeed**
Scholar, Department of Urdu
Institute of Southern Punjab (ISP), Multan

CONTACT

* imtiazhussain@isp.edu.pk

HISTORY OF THE PAPER

Received on: May 25, 2024
Accepted on: June 25, 2024
Published on: June 30, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 01, Page No: 136-144
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

* ڈاکٹر امتیاز حسین بلوچ ** نازیہ انصاری *** ندا سعید

حسن رضا گردیزی: شخص و شاعر

Hassan Raza Gardezi: A Man and a Poet

ABSTRACT

Hassan Raza Gardezi is a notable saraiki poet. He hailed from very influencial and illustrious Gardezi family of Multan which had an important role in Multan's history and culture. However, Gardezi's mother tongue was Saraiki but he was very much literatre about the literature in Urdu, Arabic, Persian and English. But he used Saraiki language to show his taste in poetry. "Dhabey Dhodry", Hasan Raza's poetry work, has been published by a prominent publishing house of Multan namely Bazm e Saqafat. Prof. Dr. Aashiq Muhammad Khan Durrani, the retired vice chancellor of Bahauddin Zakaria University, Multan and a renowned historian, wrote the prologue to "Dhabey Dhodry". This article presents the human side of Hasan Raza Gardezi in the light of his saraiki poetry and a critical review of the said poetry work as well.

KEYWORDS

Multan, History, Culture, Mother Language, Literature, Saraiki, Poetry

حسن رضا گردیزی سرائیکی کے بزرگ شاعر ہیں۔ آپ کا تعلق ملتان کے قدیم اور متمول گردیزی خاندان سے ہے۔ قدیم ملتان کی تاریخ اور تہذیبی و تمدنی تشکیل میں گردیزی خاندان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ حسن رضا گردیزی عربی و فارسی اور انگریزی علم و ادب پر عمل عبور رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ ان کی ماں بولی سرائیکی ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے شعری ذوق کے اظہار کا ذریعہ بھی سرائیکی زبان کو بنایا۔ حسن رضا کی شعری کاوش "دھابے دھوڑے" کی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔ "دھابے دھوڑے" کو بزم ثقافت ملتان جیسے معتبر ادبی و ثقافتی ادارے نے شائع کیا ہے۔ کتاب ہذا کا پیش لفظ ریڈیو پاکستان کے معروف ڈائریکٹر الیاس عشقی نے تحریر کیا۔ "دھابے

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

دھوڑے" کا دیباچہ پروفیسر ڈاکٹر عاشق محمد خان درانی سابق وائس چانسلر بہا الدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے لکھا۔حسن رضا گردیزی کی شعری خدمات کے بارے میں ڈاکٹر سی شیکل کا ایک Preface بھی شامل کتاب ہے۔

حسن رضا گردیزی سرائیکی نظم کا منفرد شاعر ہے۔اُن کی شاعری میں سرائیکی وسیب تہذیب ثقافت جیتا جاگتا چلتا پھرتا محسوس ہوتا ہے۔حسن رضا کا مسکن شاہ گردیز ہے مگر اس کے باوجود ان کی روح اور فکر ہر لمحہ روہی کے وسیع صحراؤں اور ٹیلوں میں محو سفر رہتی ہے۔اور ان کا اسپ تخیل اس منظر نامے اور سفر نامے کی یادیں صفحہ دل پر رقم کرتا چلا جاتا ہے۔اُن کے کلام میں رومان پرور فضائیں آباد ہیں۔عاشق محمد درانی "دھابے دھوڑے" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”جس طرح وڈز ورتھ انگریزی ادب میں منظر نگاری اور خصوصا" مناظر کی عکاسی میں منفرد مقام رکھتا ہے۔اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہتر انداز میں حسن رضا کا کلام سرائیکی بولنے والے علاقوں کے ماحول کی تصویر کشی میں کمال دسترس کا حامل ہے۔“(1)

حسن رضا کی ایک معروف نظم "کچے بیٹ" کا ایک منظر ملاحظہ ہو:

پار چنھاں دے کچے بیٹ اچ
فجریں کال کڑ چھی بولے
روح دا چین نگاہ دی ٹھاڈل
نتری صاف ہوا دے جھولے(2)

حسن رضا گردیزی پراسرار منظر نگاری کی بدولت سرائیکی ادب کا والٹر ڈی لائیر ہے۔والٹر ڈی لائیر کی پراسرار منظر نگاری انگریزی ادب میں ضرب المثل ہے۔انھوں نے بھی اپنی نظموں میں پراسرار پرھول مناظر کا نقشہ پیش کیا ہے۔"سنجیاں سالھیں" کا ایک منظر اپنی پراسراریت کا منہ بولتا ثبوت ہے:

آہدن پچھلی رات دے ویلے
جاں اے ریت دے ٹبے ٹھرون
اسماناں توں پوڑیاں لاکے
کئی ان جانڑوں بندے لہندن(3)

حسن رضا گردیزی نے "تنہائی" میں اپنی راتوں کی منظر کشی کی ہے۔اس لمحے وہ فطرت سے مکالمہ کرتے ہیں۔ وہ صنعتی معاشرے کے خول سے باہر نکل آتے ہیں۔ بظاہر ان کا کوئی مونس و غم خوار نہیں ہے۔ وہ رات کو تنہا محفلیں سجاتے ہیں جہاں لاہوت کی منزلوں سے پیغام مہر و وفا آتے ہیں۔ وقت رک جاتا ہے۔ رات جب اندھیرے پھیلا دیتی ہے تو اپنے من کی شمع روشن کرتے ہیں۔ وہ تنہائی کی جو محفل سجاتے ہیں۔اس میں اقبال، رومی، نظیری، خیام اور حافظ کا عارفانہ کلام اور طرز احساس ان کا مونس و غم خوار ہوتا ہے یہ محفل تنہائی انہیں بے حد پیاری ہے:

اوکوں کیا لوڑ جو بے ذوق زمانے ڈو ونجے
اوکوں کیا غرض جو تنہائی دی محفل چھوڑے (4)

الیاس عشقی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ نظم حسن رضا گردیزی کی فراری نفسیات کی آئینہ دار ہے الیاس عشقی "دھابے دھوڑے" کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"یہ دنیا خود اقتصادی مفادات، ٹیکنالوجی میں اندھی مسابقت کے مقابلے۔ کاروبار اور اشتہار بازی کی کشمکش کی دنیا ہے۔ انسان اس دنیا میں مشین کے ایک معمولی پرزے کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں سوچنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ آج کی دنیا میں بہت کم لوگ ہیں، جو انسان کی بہتری اور بھلائی اور امن و آشتی کے متعلق سوچتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی سمجھ میں اس دنیا کا نظام نہیں آیا۔ لیکن دنیا ان کے تصورات اور امنگوں سے بے بہرہ اور ان کے خیالات سے بے خبر آگے بڑھتی رہتی ہے۔ اس لئے بھری دنیا میں یہ لوگ خود کو تنہا محسوس کرتے ہیں۔ حسن رضا گردیزی ان دکھی اور تنہا انسانوں میں سے ایک ہیں۔ جو اپنی خیالی دنیا میں رہتے ہیں انھوں نے یہ دنیا اس لئے آباد کی ہے کہ دنیا کے غم و آلام اور انسان پر انسان کے مظالم سے بھاگ کر وہ اپنے تصور کی خوبصورت دنیا میں پناہ لے سکیں۔"(5)

حسن رضا گردیزی کی شاعری میں رومانیت اور مثالیت کے عناصر نمایاں ہیں۔ وہ انسانوں کے لئے ایک ایسی مثالی بستی کے خواب دیکھتے ہیں۔ جس میں ہریالی اور خوشحالی ہو۔ جہاں ہر شاخ گاتی اور گنگناتی ہو۔ جہاں پریاں ناچتی ہیں۔ اور

محبت کرنے والے دل انسانیت کے درد سے لبریز ہیں۔ حسن رضا گردیزی کے یہاں بھی ایک منفرد تصور ملتا ہے، بقول الیاس عشقی:

"یہ عشق صرف ایک انسان میں دوسرے انسان ہی کا عشق نہیں بلکہ اس میں انسانیت کا عشق بھی جھلکتا ہے۔ جس سے حسن رضا گردیزی کا دل کبھی خالی نہیں ہوا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حسن رضا گردیزی کی شاعری کا مرکزی نقطہ عشق ہے، اس جگہ یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے کہ وہ عشق کو سمجھتے کیا ہیں؟ اس کا جواب دریافت کرنے کیلئے ان کی ایک خاص عشقیہ "نظم آمیڈی جاں چلوں کا مطالعہ ضروری ہے"۔(6)

دور ہک وستی سڈیندی اے نصیباں والی
ایں مصیبت بھری دنیادے کناریاں توں پرے
جتھاں انسان دا دشمن نئیں انساں چلوں
آمیڈی جاں چلوں!!(7)

حسن رضا حریت فکر کا شاعر ہے۔ وہ اپنی انقلابی سوچ اور روشن فکری کے ذریعے ظلم اور پاپ کے اس جہان میں انصاف کی نئی پو پھٹنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ دنیا کی اندھیر نگری میں انسانوں پر گزرنے والے دکھ لوگوں کے جسموں سے اور حسن رضا گردیزی کی روح سے گذرتے ہیں۔ وہ اس روشنی کے متلاشی ہیں۔ جو انسان کی تقدیر بدل دے گی۔ وہ انسان کی اس حالت زار پر نوحہ کناں ہیں:

اے انسان جیڑے فٹ پاتھاں تے راتیں کوں سمدن
سارا ڈینھ سڑکاں، گلیاں، بازاروں وچ رلدن(8)

دنیا کا سارا اعلیٰ ارفع ادب پڑھنے کے بعد انسان اداس ہو جاتا ہے۔ اپنی اس دنیا کی موجودہ صورتحال پر اپنے سوشل سٹرکچر پر جو یکسر ابنارمل ہے اور بھی ابنارملٹی اظہار کی قوتوں کو بیدار کرتی ہے اور انسان اپنے عہد کے دکھوں کو تشبیہوں اور استعاروں کی شکل دیتا ہے۔

"حسن رضا گردیزی کی شاعری کے سب استعارے اپنی مٹی کی سوندھی خوشبوں میں رچے بسے استعارے ہوتے ہیں اور ذرا وجدان کی آنکھ سے اس کی شاعری کو پڑھ لیا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

جائے تو تمام انسان معاشروں کے سلسلہ وار کھلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اب سرائیکی شاعری حسن رضا گردیزی کی دکھائے ہوئے راستوں پر چلے گی یا نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ یہ زندہ رہنے والی شاعری ہے۔ جس کا لفظ اپنے تہذیبی ورثے کی حقیقی تصور ہے۔ وہ ورثہ جو خواجہ فرید کا ورثہ ہے، جو سچل سرمست، لطیف بھٹائی ، رحمان بابا، خوشحال خان خٹک، سلطان باھو اور شاہ حسین کا ورثہ ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں اس شہر کا رہنے والا ہوں کہ جس کی خاک حسن رضا گردیزی کی خاک وطن ہے۔ شاہ جی کے لہجے میں کتنی تھکن ہے۔ایسے جیسے کوئی درد ہے۔ جو انھیں اتنی خوبصورت شاعری کا خالق ٹھہراتا ہے کہ جس میں اخلاقی قدریں انسانی لطافتیں اور شعری صداقتیں اپنا بھرپور احساس دلاتی ہیں اور ایسی شاعری انسان کو زندگی کی تلاش و جستجو پر آمادہ کرتی ہے۔"(9)

حسن رضا گردیزی کی شاعری منظر کی اس بد صورتی سے متاثر ضرور ہوتی ہے۔ مگر وہ انسانیت کے مستقبل سے مایوس نہیں ہیں۔ وہ ماحول کی گھپ تاریکیوں میں بھی امید کی شمع رکھتے ہیں۔۔۔ "چٹے بدلو" نظم میں انہی افکار و تصورات کی آبیاری کی گئی ہے:

میں آہداں ہیں چٹے بدلو
میکوں کیا جتھ دس آئے ہو
میڈی محنت گل گئی ساری
مٹی دے وچ رل گئی ساری(10)

چٹے سے مراد وہ سامراجی نظام حیات ہے۔ جس نے ایشیائی اقوام عالم اور جنوبی افریقہ کی اقوام کو ایک عرصے تک غلام بنائے رکھا ہے۔ وہ اس نظام زندگی میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ وہ ظلم و جبر کی ہر قوت کے خلاف شعلہ نوا ہیں۔

"دھابے دھوڑے" کی نظمیں اپنے جہان تخیل میں متنوع موضوعات سمیٹے ہوئے ہیں۔ اگرچہ حسن رضا گردیزی کا تعلق فیوڈل لارڈز سے ہے۔ تاہم وہ اس طبقے سے متنفر ہیں۔ ان کے محبوب انسان غریب کسان اور مزدور

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

ہیں جو گلیوں بازاروں اور ڈیروں پر بے نقش و نام ہیں۔ جن کی مجبوریاں بکتی ہیں۔اور مسائل در مسائل میں الجھے بے وسیلے لوگ' خوشی کی اس میں موت کو گلے سے لگالیتے ہیں۔

حسن رضا گردیزی کا تصور حسن بھی منفرد طرز احساس کا حامل ہے۔انہیں حسن خیر اور نیکی معاشرے کی خوشحالی میں نظر آتا ہے۔ان کے نزدیک حسن سماجی آسودگی، عزت نفس اور مساوات کا نام ہے۔وہ انسانی استحصال کی ہر صورت کی مذمت کرتے ہیں:

حیف اے اوں نگری دے کولوں جتھاں اے دستورا ے
اجیہاں سوہنٹرا بندہ عزت ویچن تے مجبورا ے(11)

ان کی نظم ''نوکر وا بچہ'' بھی سماجی استحصال کا منظر نامہ پیش کرتی ہے۔ ملازمہ کا دودھ پیتا بچہ ماں کے کام میں بار بار رکاوٹ ڈالتا ہے یہ بات نوکرانی کے لئے اور گھر کی مالکن کے لئے جھگڑے کا سبب بنتی ہے۔مالکن نوکرانی کو گھر سے اور نوکری سے نکال دیتی ہے۔ مگر اس کے بعد ماں کا احساس محبت دیدنی ہے:

ایں منزل تے مامتا ہارے
ما بچڑے کوں چاٹاں مارے
جیہڑے ویلے مار کھڑ ووے
آپ وی رووے بال وی رووے(12)

دھابے دھوڑے کی شاعری میں حسن رضا گردیزی نے دیہاتی وسیب کے مسائل کا بھرپور انداز میں ذکر کیا ہے۔ان کی شاعری میں سرائیکی زبان کی لفظیات اور تلازمات نمایاں ہیں۔ حسن رضا گردیزی نے کھجوروں کو شاعرانہ تلازمات میں بنیادی اہمیت دی ہے۔ کھجوریں سرائیکی علاقوں کا خاص پھل ہے۔اپنی بلندی استقامت اور شان بے نیازی کے مظاہرہ کی بدولت یہ درخت حسن رضا گردیزی کا آئیڈیل ہے۔ سرائیکی وسیب کے انسان بھی کسی خارجی سہارے کے بغیر بے پناہ مشکلات و مسائل کے باوجود فرحاں شاداں ہیں۔یہ لوگ مہر ووفا کی تصویریں ہیں۔اور عشق و محبت کی عظیم داستانیں رقم کرتے ہیں۔ کھجیاں (کھجوریں) ساڑ وو ھپ (تیز دھوپ) کے باوجود ریگستانوں اور ٹیلوں

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

کے سینے پر کھڑی ہیں۔ پانی اور سائے کے بغیر یہ درخت ہرا بھرا ہے۔ گرمی اور سردی اس کا کچھ نہیں بگار سکتی۔ ان خوبیوں کی بناء پر شاعر نے انہیں بادشاہ زادیاں کہا ہے۔ ''تھل دیاں کھجیاں''خودی اور خود اعتمادی کی اعلیٰ دلیل ہیں:

ریت دے ہاں دے کھیر تے پلیاں
ناں پانڑی دیاں تانگاں رکھن
ناں قدماں وچ گوڈی منگن
لوگ انہاں دے میوے کھاون
ایہہ کیں دا احسان نہ چاون
بادشہزادیاں رجیاں کجیاں۔۔ (13)

حسن رضا گردیزی کی شاعری ان کے تصور شعر کی نمائندہ اور وسیبی مناظر کی ترجمان ہے۔ ان کی شاعری میں سرائیکی وسیب کا دل دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ حسن رضا گردیزی کے موضوعات شعر گہرے سماجی شعور کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سب کو تبلیغ سے بچا لیا ہے۔ ان کی نظموں میں فنی حسن اور ادبی لطافتیں بھی موجود ہیں۔ اور اخلاق و عمل کی ہلکی ہلکی آنچ بھی موجود ہے۔ انہوں نے سرائیکی شعر و ادب میں بے شمار نئے اسالیب تراکیب، موضوعات کا اضافہ کیا ہے۔

"دھابے دھوڑے "میں ''تنہائی''، ''تیڈیاں یاداں''، تینڈے باجھوں''، ''چٹے بدلو''، ''اج دی رات''، سنجیاں سالھیں''، ''رات دا راہی''، ''تھل دیاں کھجیاں''، ''اے انسان''، ''قیدی سوچاں''، ''اج توں لکھاں صدیاں پہلے''، اور "شعر تے شاعر" جیسی عظیم الشان نظمیں شامل ہیں۔ دنیا کا سارا اعلیٰ ادب پڑھنے کے بعد انسان اداس ہو جاتا ہے۔ اس دنیا کی موجودہ صورت حال پر اور اپنے سوشل سٹرکچر پر جو یکسر ابنارمل ہے۔ اور یہی ابنارملٹی اظہار کی قوتوں کو بیدار کرتی ہے۔ اور انسان اپنے عہد کے دکھوں کو تشبیوں اور استعاروں کی شکل دیتا ہے۔ ان کی شاعری کے سارے استعارے اپنی مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو میں رچے بسے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ حسن رضا گردیزی کی شاعرانہ روش سرائیکی شاعری کی آئندہ روش بنے گی۔ یا پھر سرائیکی شاعری موضوعات کی نئی دنیا تلاش کرے گی۔ البتہ اتنا ضرور یقین ہے کہ حسن رضا گردیزی کی شاعری زندہ رہنے والی شاعری ہے۔ حسن رضا کی شاعری

مرنے والی نہیں ہے۔اس شاعری کا ہر لفظ وسیبی ورثے کا ترجمان ہے وہ ورثہ جو خواجہ فرید سچل سرمت رحمان بابا، خوشحال خان خٹک، سلطان باھو، بلھے شاہ، وارث شاہ، شاہ حسین، میاں محمد بخش احمد خان طارق کا ورثہ ہے۔

حسن رضا گردیزی کی شاعری سرائیکی ادب میں نظم نگاری کے حوالے سے اہم سنگ میل ہے۔اپنی نظم نگاری میں انہوں نے سرائیکی ماحول کے رہنے والے لوگوں، علاقوں دو آبوں محرومیوں کو موضوع بنایا ہے۔ حسن رضا گردیزی کی شاعری کے لوگ جن علاقوں میں آباد ہیں۔ یہ علاقے مسائل کا جنم ہیں۔ لیکن محبت کرنے والے لوگوں کا مسکن ہیں۔ حسن رضا کی شاعری رومان پرور فضاؤں کا جہاں ہے۔اس علاقے میں ہزاروں رومانوی داستانیں اب بھی موجود ہیں۔ جہاں اب بھی چوپال سجتے ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کا انتظار کرتے ہیں۔ ڈھولے دوھڑے اور ماہیے گاتے ہیں۔ سندھ اور چناب کے سنگم پر محبتیں اگتی ہیں اور الفتیں پروان چڑھتی ہیں۔ حسن رضا گردیزی نے اسی نغمہ محبت کو گایا ہے۔ دھابے دھوڑے کی شاعری میں جہاں محبتوں کا بیان ہے۔ وہاں یہ نظمیں سرائیکی نظم نگاری کا انمول اثاثہ بھی ہیں۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

حوالہ جات

1۔ عاشق محمد خان درانی،دیباچہ: دھابے دھوڑے،از: حسن رضا گردیزی،(ملتان: بزم ثقافت، س۔ن)،اشاعت اول، ص1

2۔ حسن رضا گردیزی،دھابے دھوڑے،3

3۔ ایضاً،ص4

4۔ ایضاً،ص5

5۔ الیاس عشقی،پیش لفظ:دھابے دھوڑے،از: حسن رضا گردیزی،ص'س'

6۔ ایضاً،ص'د'

7۔ حسن رضا گردیزی،دھابے دھوڑے،ص7

8۔ ایضاً،ص12

9۔ روزنامہ'نوائے وقت'،ادبی صفحہ،(ملتان:22دسمبر1985ء)

10۔ حسن رضا گردیزی،دھابے دھوڑے،ص16

11۔ ایضاً،ص8

12۔ ایضاً،ص21

13۔ ایضاً،ص25